حرکات وسکنات کی زبان(Body Language) اور اسلامی تعلیمات

عبداللہ *

محمد منشا طیب **

Body Language is commonly known as the conscious and unconscious movements and postures by which attitudes and feelings are communicated. Hence, this non verbal communication exhibiting thoughts, intentions, feelings are expressed through body postures, facial expressions gestures, eye movement, touch and use of space. While studying the history of Islam and previous messengers of Allah, we came across many instances which show the use of body gestures by many Prophet (PbAh) in a bid to communicate with others. Quran and Sunnah also mention certain events in which the Prophets are shown using body language. Hence showing that this natural phenomenon is not alien to Religious history.

حرکات وسکنات کا مفہوم:

حرکات وسکنات ایک دوسرے کے متضاد الفاظ ہیں۔ حرکات "حرکت" سے اور سکنات "سکون" سے ماخوذ ہے۔ حرکت سے مراد ہے " کسی چیز کا اپنی جگہ بدلنا ..یا.. ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا" اور اس کے برعکس سکون سے مراد ہے " کسی چیز کا اپنی جگہ پر برقرار رہنا، ثابت رہنا ..یا.. حرکت نہ کرنا"۔

امام راغب الاصفہانی "المفردات فی غریب القرآن" میں لکھتے ہیں:

" الحركة ضد السكون ولا تكون إلا للجسم وهو انتقال الجسم من مكان إلى مكان ".(1)

" السكون ثبوت الشيء بعد تحرك ".(2)

" حرکت سکون کی ضد ہے اور یہ صرف جسم میں پائی جاتی ہے اور وہ (حرکت) جسم کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے"

" سکون کسی چیز کا حرکت کے بعد ثبوت (عدم حرکت) ہے"۔

---

* لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، لاہور کینٹ، لاہور۔

** پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

المعجم الوسیط میں ہے:

" (الحركة) (في العرف العام) انتقال الجسم من مكان إلى مكان آخر أو انتقال أجزائه كما في حركة الرحى ".(3)

" عرف عام میں حرکت سے مراد جسم کا ...یا.. اس کے اجزاء کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے جیسے چکی کی حرکت"۔

الجرجانی اپنی کتاب "التعریفات" میں حرکت وسکون کے بارے میں لکھتے ہیں:

" الحركة الخروج من القوة إلى الفعل على سبيل التدريج قيد بالتدريج ليخرج الكون عن الحركة وقيل هي شغل حيز بعد أن كان في حيز آخر وقيل الحركة كونان في آنين في مكانين كما أن السكون كونان في آنين في مكان واحد ".(4)

" السكون هو عدم الحركة عما من شأنه أن يتحرك فعدم الحركة عما ليس من شأنه الحركة لا يكون سكونا فالموصوف بهذا لا يكون متحركا ولا ساكنا ".(5)

" حرکت سے مراد قوت سے فعل کی طرف تدریجا خروج ہے۔ تدریج کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ حرکت سے خروج ہو۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک شغل سے دوسرے شغل میں آنا حرکت ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی چیز کی حرکت دو مرتبہ وجود ہے دو لمحوں میں دو جگہوں پر، جیسا کہ کسی چیز کا سکون دو مرتبہ وجود ہے، دو لمحوں میں، ایک ہی جگہ پر"۔

" سکون سے مراد کسی ایسی چیز کی عدم حرکت ہے جو حرکت کر سکتی ہے۔ پس اگر کوئی چیز حرکت نہیں کر سکتی تو اس کی عدم حرکت سکون نہیں ہے۔ اور اس کا موصوف نہ متحرک ہے نہ ساکن"۔

المناوی بھی اسی کی موافقت میں "التوقیف علی مہمات التعاریف" میں رقمطراز ہیں:

" الحركة الخروج من القوة إلى الفعل تدريجا وقيل هي شغل حيز بعد أن كان في حيز آخر و قيل هي كونان في آنين في مكانين كما أن السكون كونان في آنين في مكان واحد ".(6)

" السکون عدم الحرکۃ عما من شأنہ أن یتحرك فعدم الحرکۃ عمالیس من شأنہ الحرکۃ لایکون سکونا فالموصوف بھذا لا یکون متحرکا ولا ساکنا ذکرہ ابن الکمال " .(7)

درج بالا تمام تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ حرکت اور سکون ایک دوسرے کے متضاد ہیں اوران کا وجود ہرحرکت کرنے والی چیز میں پایا جاتا ہے۔جو چیز بھی حرکت کرسکتی ہے،وہ سکون بھی کرسکتی ہے۔تاہم حرکت وسکون کا بیک وقت ایک ہی چیز میں پایا جانا محال ہے۔کیونکہ یہ الفاظ متضاد ہیں۔لہذا ایک ہی چیز میں حرکت کی موجودگی کے وقت سکون کا وجود ممکن نہیں اور سکون کی موجودگی میں حرکت کا وجود ممکن نہیں۔

حرکات وسکنات کی زبان(Body language) کا معنی ومفہوم:

ہر انسان اپنے جذبات اوراحساسات کے اظہار کے لیے الفاظ کے علاوہ مختلف حرکات وسکنات کا بھی سہارا لیتا ہے۔محبت ونفرت،خوشی وغم،خوف وسکون اور حیرت وغیرہ ایسے احساسات وجذبات اور کیفیات ہیں جن کو اگر ہم چھپانا بھی چاہیں تو نہیں چھپا سکتے۔ہمیں اکثر اوقات ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ ہم کسی سے گفتگو کے دوران اپنی پسند یا ناپسند کا اظہار نہیں کرنا چاہتے مگر ہمارا جسم ہماری دلی کیفیات کا اظہار مختلف حرکات وسکنات کے ذریعے کردیتا ہے۔یہی حرکات وسکنات اور دوران گفتگو جسم کی مختلف کیفیات باڈی لینگویج کہلاتی ہیں۔لہذا حرکات وسکنات کی زبان(Body language) سے مراد بنیادی طور پر یہ ہے کہ جب کوئی شخص کلام کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو کس طرح پیش کرتا ہے؟اس کے جسم کی کیفیت کیا ہوتی ہے ؟۔اس کے ہاتھ کیا کررہے ہوتے ہیں؟کیا وہ جھکا ہوا ہے یا نہیں؟کیا وہ بیٹھا ہوا ہے یا کھڑا ہے؟کیا وہ اپنے بالوں کے ساتھ کھیل رہا ہے یا کوئی اور عادت یا شرم کا کام تو نہیں کررہا؟کیا وہ براہ راست ناظرین کی آنکھوں میں دیکھ رہا ہے یا نہیں؟اس کے چہرے کا اظہار کیا ہے؟اس کی آواز کا اتار چڑھاؤ کیسا ہے؟اس کے لب ولہجے کی کیا کیفیت ہے؟اس کا غصہ اور غیظ وغضب کس طرح کا ہے؟اس کا خوش ہونا،مسکرانا اور اظہار ہمدردی کرنا کیسا لگتا ہے؟۔الغرض اس کے جسم کا ہر عضو ایک خاص حالت میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہے اور یہی جسمانی کیفیات اور حرکات وسکنات باڈی لینگویج کہلاتی ہیں۔بالفاظ دیگر جسمانی زبان،فطری جسمانی ردعمل ، جسمانی حرکات واشارات،شعوری یا غیر شعوری انداز،الفاظ کے بجائے جسمانی حرکات کی مدد سے موجودہ ذہنی اور جسمانی حالت کا اندازہ لگانا،بولے بغیر اشاروں سے اور جسمانی حرکات وسکنات سے بات سمجھانا وغیرہ باڈی لینگویج(Body Language) یعنی جسم کی زبان یا لغت الجسد ہے۔

آکسفورڈ ڈکشنری میں باڈی لینگویج کی تعریف کے متعلق ہے:

"The conscious and unconscious movements and postures by which attitudes and feelings are communicated ".(8)

"The process of communicating nonverbally through conscious or unconscious gestures and movements ".(9)

حرکات وسکنات کی زبان کی تمام مثالوں کے بارے میں یہ ضروری نہیں کہ آدمی جو بھی کلام کرتا ہے اس کے عین مطابق ہوں بلکہ اس کی باڈی لینگویج اس کے کلام کے عین برعکس بھی ہوسکتی ہے اور عین مطابق بھی۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ آدمی کو اس کے بارے میں علم ہو کہ وہ اپنے آپ کو کس طرح پیش کر رہا ہے۔اسی طرح مختلف علاقے، کلچر اور تہذیب وثقافت کے فرق کی وجہ سے باڈی لینگویج میں بھی فرق ہوسکتا ہے۔ کیونکہ باڈی لینگویج Non Verbal Communication ہے جس میں علاقائی ثقافت کے فرق کے واضح اثرات پائے جاتے ہیں۔

حرکات وسکنات کی زبان میں جسم کے جن حصوں کی شراکت ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔ سر، چہرہ، گال، ٹھوڑی، منہ، ہونٹ، دانت، زبان، ناک، آنکھیں، ابرو، پیشانی، بال، بازو، کلائی، ہاتھ، انگلی، گردن، کندھے، سینہ، پیٹھ، پیٹ، کولہے، ٹانگیں، ران، گھٹنے، پاؤں وغیرہ۔

حرکات وسکنات کی اہمیت:

تمام جانداروں کی زندگی میں حرکات وسکنات کی اہمیت مسلمہ ہے۔ انسان، جانور، چرند، پرند، حشرات الارض وغیرہ میں بے شمار ایسی حرکات وسکنات پائی جاتی ہیں جن کے ذریعے آپس میں کمیونیکیشن اور رابطہ ہوتا ہے۔ اور یہ حرکات وسکنات ایک دوسرے کے ہاں سمجھی جاتی ہیں اور ان کے مطابق زندگی گزاری جاتی ہے۔ بلکہ جانداروں کی زندگی میں اتنے الفاظ نہیں پائے جاتے جتنی کہ حرکات وسکنات پائی جاتی ہیں اور ان کے ذریعے آپس میں کمیونیکیٹ کیا جاتا ہے۔ چھوٹا بچہ کلام کرنے سے پہلے باڈی لینگویج سے ہی اپنی بات سمجھاتا ہے۔ اور اس حوالے سے ماں کا کردار بہت اہم ہے جو بچے کی باڈی لینگویج کو سمجھ لیتی ہے۔ بیمار لوگ گفتگو کم اور باڈی لینگویج سے بات زیادہ بات سمجھاتے ہیں۔ اسی طرح گونگے بہرے لوگ بھی باڈی لینگویج کے ذریعے بات کو سمجھتے اور سمجھاتے ہیں۔ اس حوالے سے سپیشل ایجوکیشن کے ماہرین اور اساتذہ کا کردار نہایت عظیم ہے جو باڈی لینگویج کے ذریعے ایک ایسی مخلوق کی بات سمجھ لیتے ہیں اور سمجھا بھی لیتے ہیں جو کہ کلام

کرنے سے قاصر ہے۔فن خطابت میں باڈی لینگویج کا استعمال بڑی اہمیت رکھتا ہے بلکہ ہر قسم کی گفتگو میں باڈی لینگویج ایک فن کی حیثیت رکھتی ہے جس کو درست سمت میں اختیار کرنے کے لیے باقاعدہ علم بھی حاصل کیا جاتا ہے۔ دیگر جانداروں کی نسبت انسانوں میں پائی جانے والی حرکات وسکنات کو سمجھنا اور پڑھنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ باڈی لینگویج کے ماہرین کی تقریباً تمام تر تحقیقات انسانوں کی حرکات وسکنات پر ہی ہیں۔

حرکات وسکنات کی زبان(Body language) اوراسلام:

اسلام ایک فطری دین ہے۔اس میں انسانی فطرت کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسلام کا کوئی حکم فطرت انسانی کے خلاف نہیں ہے۔فطری طور پر انسانوں میں پائی جانے والی حرکات وسکنات کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے۔اسلام میں ان حرکات وسکنات کو یقیناً معتبر مانا جاتا ہے اوران کے اوپر باقاعدہ احکام بھی مرتب ہوتے ہیں۔اس کے متعلق قرآن وحدیث میں کئی مثالیں ہیں جن میں سے بعض کی تفصیل آنے والے صفحات میں بیان کی جارہی ہے۔لیکن اس سے پہلے درج ذیل آیت کے شان نزول پر غور کریں تاکہ اسلام میں بھی باڈی لینگویج کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾.(10)

'' اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ ہی تم اپنی امانتوں میں خیانت کرو حالانکہ تم جانتے ہو''۔

شان نزول: اس آیت کے شان نزول کے بارے میں تفسیر جامع البیان میں ہے۔

" عن الزهري، قوله: " لا تخونوا الله والرسول وتخونوا أماناتكم "، قال: نزلت في أبي لبابة، بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم،(الى بنى قريظة) فأشار إلى حلقه: إنه الذَّبح قال الزهري: فقال، أبو لبابة: لا والله، لا أذوق طعامًا ولا شرابًا حتى اموتَ أو يتوب الله عليَّ! فمكث سبعة أيام لا يذوق طعامًا ولا شرابًا حتى خر مغشيًّا عليه، ثم تاب الله عليه . فقيل له: يا أبا لبابة، قد تِيبَ عليك! قال: والله لا أحُلُّ نفسي حتى يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم

هو الذی یَخُلّنی. فجاء ه فحله بیده".(11)

''یہ آیت حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر الانصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری ہے ۔انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوقریظہ کے یہودیوں کے پاس بھیجا تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی شرط کے ماننے پر قلعہ خالی کر دیں ان یہودیوں نے آپ ہی سے مشورہ دریافت کیا تو آپ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر انہیں بتا دیا کہ حضور کا فیصلہ تمہارے حق میں یہی ہوگا یعنی تمہاری گردنیں اڑا دی جائیں گی۔اب حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بہت ہی نادم ہوئے کہ افسوس میں نے بہت برا کیا اللہ کی اور اس کے رسول کی خیانت کی۔اسی ندامت کی حالت میں قسم کھا بیٹھے کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہو میں کھانے کا ایک لقمہ بھی نہ اٹھاؤں گا چاہے مر ہی جاؤں ۔ مسجد نبوی میں آ کر ایک ستون کے ساتھ اپنے تئیں بندھوا دیا نو دن اسی حالت میں گذر گئے غشی آ گئی بیہوش ہو کر مردے کی طرح گر پڑے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کی توبہ قبول کر لی اور یہ آیتیں نازل ہوئیں لوگ آئے آپ کو خوشخبری سنائی اور اس ستون سے کھولنا چاہا تو انہوں نے فرمایا واللہ میں اپنے تئیں کسی سے نہ کھلواؤں گا بجز اس کے کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ مبارک سے کھولیں چنانچہ آپ خود تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے انہیں کھولا''۔

اس آیت کے شان نزول سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا یہودیوں سے تخاطب کے دوران اپنی گردن کی طرف اشارہ کرنا حقیقت میں ان کی باڈی لینگوایج تھی جس میں انھوں نے سوچ سمجھ کر بات کی اور ان کے مخاطبین یہودیوں نے بھی بخوبی اس کو سمجھ لیا اور شریعت میں ان کے اوپر اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کا حکم لاگو ہوا جس کی باقاعدہ انھوں نے معافی مانگی اور اللہ نے یہ آیت نازل کر کے ان کو معاف کر دیا۔لہذا معلوم ہوا کہ اسلام میں بھی باڈی لینگوایج کی بڑی اہمیت ہے اس طور پر کہ اس کا اعتبار بھی کیا جاتا ہے اور اس پر احکام بھی مرتب ہوتے ہیں۔

قرآن وحدیث میں حرکات وسکنات کی زبان کی مثالیں

قرآن وحدیث میں حرکات وسکنات کی زبان کے بارے میں کئی دلائل اور مثالیں موجود ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کا سر اور داڑھی پکڑ کر کھینچنا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ﴾ (12)

﴿ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ﴾ (13)

ان آیات کے مطابق جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چالیس راتیں گزار کر تورات لے کر واپس اپنی قوم میں لوٹے تو دیکھا کہ ان کی قوم بچھڑے کی پوجا کر رہی ہے تو انھیں اپنی قوم کے اس شرک پر سخت غصہ آیا۔ لہذا انھوں نے تورات کی تختیاں نیچے رکھ دیں اور اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا سر اور داڑھی پکڑ اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا اور کہا کہ تو نے بھی ان کو گمراہ ہوتے سے نہیں روکا حالانکہ میں تجھے اس قوم میں اپنا خلیفہ بنا کر گیا تھا۔ لہذا ان کو شرک سے روکنا تمہاری ذمہ داری تھی۔

ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا سر اور داڑھی پکڑ اپنی طرف کھینچنا ان کی باڈی لینگوایج ہے جس سے ان کے شدید غصے کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا چیونٹی کی بات سن کر مسکرانا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ حَتَّى إِذَا أَتَوْا عَلَى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (18) فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ (19)﴾(14)

ان آیات کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کا چیونٹی کی بات سن کر مسکرانا ان کی باڈی لینگوایج ہے جس سے ان کے ہاں تحدیث نعمت کے لیے خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے بعد میں نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا کرنے، نیک اعمال کرنے اور صالحین میں شمار کرنے کی دعا فرمائی۔ انسانی فطرت ہے کہ جب انسان خوش ہوتا ہے تو بے ساختہ مسکرا دیتا ہے۔ اس کی یہ مسکراہٹ باڈی لینگوایج ہے جو یہ باور کراتی ہے کہ اس آدمی کو خوشی نصیب ہوئی ہے۔ لیکن جب سلیمان علیہ السلام کو خوشی ملی تو انھوں نے اظہار خوشی کے ساتھ اللہ کا بھی شکر ادا کیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا روتے ہوئے گھر واپس آنا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ (16) قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ (17) ﴾(15)

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنی حسد کی آگ بجھانے کے لیے ان کو کوئیں میں ڈال دیا اور جب ان کو کوئیں میں ڈال کر رات کو گھر واپس لوٹے تو انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہمدردی جتانے اور اپنا جرم چھپانے کے لیے جھوٹ موٹ کے رونے کا سہارا لیا۔ لہذا وہ روتے ہوئے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ ان کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔

اس واقعے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا رونا ان کی باڈی لینگوایج ہے جس سے وہ یہ معلوم کرانا چاہتے تھے کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملے میں سچ بول رہے ہیں اور بے قصور ہیں۔ مزید یہ کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے غم میں نڈھال ہو رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کفار کو جواب دیتے ہوئے ستاروں کو دیکھنا

﴿ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ (88) فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ (89) فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ (90) فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ (91) مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ (92) فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ (93) ﴾(16)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے اپنے میلے میں آنے کی دعوت دی تو آپ نے ستاروں کی طرف دیکھا اور کہا: میں بیمار ہوں۔ اس وجہ سے میں آپ کے ساتھ نہیں آسکتا۔ جب وہ لوگ میلے میں چلے گئے تو آپ نے ان کے بت خانے میں موجود بڑے بت کے علاوہ تمام بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اس واقعے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آسمان کے ستاروں کو دیکھنا ان کی باڈی لینگوایج تھی جس کا مقصد کفار کے ساتھ نہ جانے کے لیے غور وفکر کرنا اور ان کے بتوں کو ان کی عدم موجودگی میں ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی تدبیر اختیار کرنا تھا۔

قرآن مجید کی تلاوت سے رونگٹے کھڑے ہونا

﴿ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ﴾ (17)

ان آیات میں اللہ تعالی نے ایمان والوں کی یہ صفت بتائی ہے کہ جب وہ قرآن کی تلاوت سنتے ہیں تو خشیت الٰہی کی وجہ سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ قرآن میں وعدہ وعید اور تہدید وتخویف ہے جس کی وجہ سے مومنوں کی ایمانی کیفیت میں تبدیلی واقع ہوتی ہے اور خشیت الٰہی کی وجہ سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ان آیات کے مطابق تلاوت قرآن کی تلاوت کے وقت ایمان والوں کے رونگٹے کھڑے ہونا باڈی لینگوایج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان والوں کے دلوں میں اللہ کی خشیت اور خوف موجود ہے جس کا اظہار ان آیات کے مطابق ان کی باڈی لینگوایج سے ہوتا ہے۔

جاہلیت میں عربوں کا بیٹی کی پیدائش کی خبر سن چہرہ سیاہ ہونا اور غصہ سے بھر جانا

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ (58) يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (59)﴾(18)

''اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی (کی پیدائش) کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصہ سے بھر جاتا ہےo وہ لوگوں سے چُھپا پھرتا ہے (بزعم خویش) اس بری خبر کی وجہ سے جو اسے سنائی گئی ہے، (اب یہ سوچنے لگتا ہے کہ) آیا اسے ذلت و رسوائی کے ساتھ (زندہ) رکھے یا اسے مٹی میں دبا دے (یعنی زندہ درگور کر دے)، خبردار! کتنا برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں''۔

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے نہایت بلیغ اور خوبصورت انداز میں مشرکین مکہ کے ہاں لڑکی کی پیدائش کے وقت ان کی باڈی لینگوایج کو بیان کیا ہے کہ جب مشرکین مکہ میں سے کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خبر دی جاتی تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا اور وہ غصہ سے بھر جاتا۔ یہی اس وقت اس کی باڈی لینگوایج ہوتی تھی جس سے اس کی لڑکی کی پیدائش سے نفرت کا اظہار ہوتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابو ہریرہؓ کے چہرے سے اس کے بھوکے ہونے کو پہچان لینا

''حدثنا مجاهد أن أبا هريرة كان يقول: آلله الذي لا إله إلا هو إن كنت لأعتمد

بكبدى على الأرض من الجوع وإن كنت لأشد الحجر على بطنى من الجوع ولقد قعدت يوما على طريقهم الذى يخرجون منه فمر أبو بكر فسألته عن آية من كتاب الله ما سألته إلا ليشبعنى فمر ولم يفعل ثم مر بى عمر فسألته عن آية من كتاب الله ما سألته إلا ليشبعنى فمر ولم يفعل ثم مر بى أبو القاسم صلى الله عليه و سلم فتبسم حين رآنى وعرف ما فى نفسى وما فى وجهى ثم قال:(يا أباهر) . قلت لبيك يا رسول الله قال (الحق) . ومضى فاتبعته فدخل فاستأذن فأذن لى فدخل فوجد لبنا فى قدح فقال (من أين هذا اللبن) . قالوا أهداه لك فلان أو فلانة قال (أبا هر) . قلت لبيك يا رسول الله قال (الحق إلى أهل الصفة فادعهم لى) . قال وأهل الصفة أضياف الإسلام لا يأوون على أهل ولا مال ولا على أحد إذا أتته صدقة بعث بها إليهم ولم يتناول منها شيئا وإذا أتته هدية أرسل إليهم وأصاب منها وأشركهم فيها فساء نى ذلك فقلت وما هذا اللبن فى أهل الصفة كنت أحق أنا أن أصيب من هذا اللبن شربة أتقوى بها فإذا جاء أمرنى فكنت أنا أعطيهم وما عسى أن يبلغنى من هذا اللبن ولم يكن من طاعة الله وطاعة رسوله صلى الله عليه و سلم بد فأتيتهم فدعوتهم فأقبلوا فاستأذنوا فأذن لهم وأخذوا مجالسهم من البيت قال (يا أبا هر) . قلت لبيك يا رسول الله قال (خذ فأعطهم) .قال فأخذت القدح فجعلت أعطيه الرجل فيشرب حتى يروى ثم يرد على القدح فأعطيه الرجل فيشرب حتى يروى ثم يرد على القدح فيشرب حتى يروى ثم يرد على القدح حتى انتهيت إلى النبى صلى الله عليه و سلم وقد روى القوم كلهم فأخذ القدح فوضعه على يده فنظر إلى فتبسم فقال (أبا هر).قلت لبيك يا رسول الله قال (بقيت أنا وأنت).قلت صدقت يا رسول الله قال (اقعد فاشرب).فقعدت فشربت فقال (اشرب).فشربت فما زال يقول (اشرب).حتى قلت لا والذى بعثك بالحق ما أجد له مسلكا قال (فأرنى).فأعطيته القدح فحمد الله وسمى وشرب الفضلة''۔(19)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں بھوک کے مارے زمین پر اپنے پیٹ کے بل لیٹ جاتا تھا اور بھوک کے سبب سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا، میں ایک دن اس راستہ پر بیٹھ گیا جہاں سے لوگ گزرتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے تو میں نے ان سے

کتاب اللہ کی ایک آیت پوچھی اور میں نے صرف اس غرض سے پوچھا تھا کہ مجھ کو کھانا کھلا دیں، وہ گزر گئے اور انہوں نے نہیں کیا (یعنی نہیں کھلایا) پھر میرے پاس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے ان سے بھی کتاب اللہ کی آیت پوچھی، میں نے صرف اس غرض سے پوچھا تھا کہ مجھ کو کھانا کھلا دیں، وہ بھی گزر گئے، اور مجھ کو کھانا نہیں کھلایا، پھر میرے پاس سے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے، جب آپ نے مجھ کو دیکھا تو مسکرائے اور میرے دل میں (جو بات تھی اسے میرے چہرے سے آپ نے پہچان لیا) پھر فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ نے فرمایا ساتھ چلو، اور آپ آگے بڑھے، میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا، آپ گھر میں داخل ہوئے، میں نے بھی داخل ہونے کیا اجازت چاہی، مجھے بھی اجازت ملی، جب آپ اندر تشریف لے گئے تو آپ نے ایک پیالہ میں دودھ دیکھا تو دریافت فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے، لوگوں نے بتایا کہ فلاں مرد یا فلاں عورت نے آپ کو ہدیہ بھیجا ہے، آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے عرض کیا، لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ نے فرمایا، اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے، وہ کسی گھر میں اور نہ کسی مال اور نہ کسی آدمی کے پاس جاتے تھے (یعنی رہنے اور کھانے کا کوئی وسیلہ نہیں تھا) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صدقہ آتا تو آپ ان کے پاس بھیج دیتے، اور آپ اس میں سے کچھ بھی نہ لیتے، اور جب آپ کے پاس ہدیہ آتا تو آپ ان کے پاس بھی بھیجتے اور آپ بھی لیتے۔ اور ان کو اس میں شریک کرتے۔ مجھے برا معلوم ہوا اور اپنے جی میں کہا کہ اتنا دودھ اہل صفہ کو کس طرح کافی ہوگا میں اس کا زیادہ مستحق ہوں کہ اسے پیوں، تا کہ سیری حاصل ہو، جب اہل صفہ آئیں گے تو یہ دودھ انہیں دے دوں گا، اور، میرے لئے کچھ بھی نہیں بچے گا لیکن اللہ اور اس کے رسول کا حکم ماننے کے سوا کوئی چارہ کار بھی نہیں تھا چنانچہ میں اصحاب صفہ کے پاس آیا۔ اور ان کو بلا لایا، ان لوگوں نے اجازت چاہی جب اجازت ملی تو اندر آ کر اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ نے فرمایا لو اور ان لوگوں میں تقسیم کر دو، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے پیالہ لیا، ایک شخص کو دیا جب وہ سیر ہو کر پی چکا تو اس نے پیالہ مجھے دیدیا میں نے وہ پیالہ دوسرے کو دیا اس نے بھی خوب سیر ہو کر پیا، پھر پیالہ مجھے دیدیا (اس طرح سب پی چکے تو) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باری آ گئی تمام لوگ پی چکے تھے۔ آپ نے پیالہ لیا اور اپنے ہاتھ میں رکھا، میری طرف دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا اے ابوہریرہ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ نے فرمایا اب میں اور تم باقی رہ گئے میں نے کہا، آپ نے

سچ فرمایا یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا بیٹھ اور پی، میں بیٹھ گیا اور پینے لگا، آپ فرماتے جاتے اور پی اور پی، یہاں تک کہ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب گنجائش نہیں، آپ نے فرمایا پیالہ مجھے دکھاؤ میں نے وہ پیالہ آپ کو دیدیا۔ آپ نے خدا کا شکر ادا کیا اور بسم اللہ کہہ کر بچے ہوئے دودھ کو پی لیا''۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کا بھوک کے مارے زمین پر اپنے پیٹ کے بل لیٹ جانا، بھوک کے سبب سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لینا، لوگوں کے راستے میں کھڑے ہو کر مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب والی آیات کے بارے میں سوال کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابوہریرہؓ کے چہرے سے ان کی بھوک اور پیاس کے آثار پہچان لینا سب باڈی لینگوایج ہی ہے، جس کے ذریعے ایک دوسرے سے مختلف قسم کی کمیونیکیشن اور رابطہ ہوا۔ اور جو اصل مقصود تھا وہ بھی پورا ہوا یعنی ابوہریرہؓ کو کھانا مل گیا۔

ایک صحابیؓ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھوک کو محسوس کرنا

"عن أبی مسعود قال: جاء رجل يقال له أبو شعيب إلى غلام له لحام فقال اصنع لی طعاما يكفی خمسة فانی رأيت فی وجه رسول الله صلى الله عليه و سلم الجوع قال فصنع طعاما ثم أرسل إلى النبی صلى الله عليه و سلم فدعاه وجلساء ه الذين معه فلما قام النبی صلى الله عليه و سلم اتبعهم رجل لم يكن معهم حين دعوا فلما انتهى رسول الله صلى الله عليه و سلم إلى الباب قال لصاحب المنزل اتبعنا رجل لم يكن معنا حين دعوتنا فإن أذنت له دخل قال فقد أذنا له فليدخل". قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح قال وفی الباب عن ابن عمر۔ (20)

''ابومسعود سے روایت ہے کہ ایک شخص ابوشعیب اپنے غلام لحام کے پاس آیا اور اسے کہا کہ پانچ آدمیوں کا کھانا پکاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر بھوک کے آثار دیکھے ہیں غلام نے کھانا پکایا تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم نشینوں سمیت بلوایا پس آپ کے ساتھ ایک ایسا شخص بھی چل دیا جو دعوت دینے کے وقت موجود نہیں تھا آپ جب دعوت دینے والے کے دروازے پر پہنچے تو اس سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھی موجود ہے جو دعوت دیتے وقت موجود نہیں تھا اگر تم اجازت دے دو تو وہ بھی آجائے ابوشعیب نے عرض کیا ہم نے اجازت دی وہ بھی آجائے'' یہ حدیث حسن صحیح ہے اس باب میں حضرت عمر سے بھی روایت ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ ایک صحابی ابو شعیبؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور سے بھوک کے آثار پہچان لیے تھے اور پھر وہ اپنے گھر گیا اور اپنے غلام سے کھانا تیار کروایا۔ چہرہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھوک کے آثار کا ظاہر ہونا اور ابو شعیبؓ کا بھوک کے آثار پہچان لینا باڈی لینگوایج ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کا متغیر ہونا

"عن جرير بن عبدالله قال: كنا عند رسول الله صلى الله عليه و سلم فى صدر النهار فجاء قوم عراة حفاة متقلدى السيوف عامتهم من مضر بل كلهم من مضر **فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه و سلم لما رأى بهم من الفاقة** فدخل ثم خرج فأمر بلالا فأذن فأقام الصلاة فصلى ثم خطب فقال (يا أيها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساءا واتقوا الله الذى تساءلون به والأرحام إن الله كان عليكم رقيبا) و (اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغد) تصدق رجل من ديناره من درهمه من ثوبه من صاع بره من صاع تمره حتى قال ولو بشق تمرة فجاء رجل من الأنصار بصرة كادت كفه تعجز عنها بل قد عجزت ثم تتابع الناس حتى رأيت كومين من طعام وثياب **حتى رأيت وجه رسول الله صلى الله عليه و سلم يتهلل كأنه مذهبة** فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم من سن فى الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من غير أن ينقص من أجورهم شيئا ومن سن فى الإسلام سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها من غير أن ينقص من أوزارهم شيئا". (21)

"جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ابھی دن کا آغاز ہی ہوا تھا۔ اس دوران کچھ لوگ ننگے جسم ننگے پاؤں اور تلواروں کو لٹکائے ہوئے آئے قبیلہ مضر میں سے بلکہ تمام کے تمام لوگ قبیلہ مضر کے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک تبدیل ہو گیا ان کی غربت کی کیفیت دیکھ کر پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لے گئے اور پھر باہر تشریف لائے اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا اذان پڑھنے کا۔ چنانچہ انہوں نے اذان پڑھی اور نماز تیار ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی پھر خطبہ پڑھا اور ارشاد فرمایا آخر تک۔ اے ایمان والو تم لوگ اپنے پروردگار سے ڈرو کہ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر اس میں سے اس کی بیوی پیدا کی پھر ان دونوں سے بہت سے مردوں اور خواتین کو پھیلایا (یعنی لوگ اس سے باہمی

ہمدردی اور خیر سگالی سے کام لیں) اور تم لوگ اس خدا سے ڈرو کہ تم جس کے نام کے ذریعہ سے مانگتے ہو ایک دوسرے سے اور رشتوں کے ذریعہ سے بلاشبہ خداوند قدوس تم کو دیکھ رہا ہے اور تم لوگ خداوند قدوس سے ڈرو اور ہر ایک آدمی دیکھ لے کہ جو اس نے کل کے دن کے واسطے (یعنی قیامت کے دن کے واسطے اس نے سامان کیا ہے) صدقہ خیرات انسان کا اشرفی سے ہے رقم سے ہے اور کپڑے سے ہے ایک صاع گیہوں سے ہے ایک صاع جو سے ہے یہاں تک کہ ایک کھجور کے ٹکڑے سے پھر ایک انصاری آدمی ایک تھیلی لے کر آیا (جو کہ اشرفی کی تھی) اور (اشرفی وغیرہ) اس میں نہیں سما رہی تھی اس کے بعد لوگوں کو اس طرح سے سلسلہ شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ دو ڈھیر اونچے درجے کے اور اونچے کھانے کپڑے ہو گئے میں نے اس وقت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت کی کہ وہ چمک دمک رہا تھا جس طرح کہ سونا چمکتا ہے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اسلام میں نیکی اور بھلائی کا راستہ نکالے (جس سے کہ مذہب اسلام میں ترقی حاصل ہو) تو اس شخص کو اس نیک راستہ پر چلنے کا اجر وثواب ہے اور ان لوگوں کا ثواب بھی اس کو ملے گا جو کہ اس پر عمل کرتے جائیں گے لیکن عمل کرنے والا کا اجر وثواب کم نہ ہوگا اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے گا (کہ جس کی وجہ سے مذہب اسلام کو نقصان ہوتا ہو یا اسلام کو کمزوری حاصل ہوتی ہو) تو اس پر اس راستہ کے نکالنے کا عذاب ہے اور ان لوگوں کا عذاب بھی اس شخص پر ہے جو کہ اس پر عمل کریں گے لیکن عمل کرنے والوں کے عذاب میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔

"عن عائشة، زوج النبی صلی الله علیه وسلم، أن قریشا أهمهم شأن المرأة التی سرقت فی عهد النبی صلی الله علیه وسلم فی غزوة الفتح، فقالوا: من یکلم فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم؟ فقالوا: ومن یجترء علیه إلا أسامة بن زید، حب رسول الله صلی الله علیه وسلم، فأتی بها رسول الله صلی الله علیه وسلم، فکلمه فیها أسامة بن زید، فتلون وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم ، فقال: أتشفع فی حد من حدود الله؟، فقال له أسامة :استغفر لی یا رسول الله، فلما کان العشی، قام رسول الله صلی الله علیه وسلم، فاختطب، فأثنی علی الله بما هو أهله، ثم قال: أما بعد، فإنما أهلك الذین من قبلکم أنهم کانوا إذا سرق فیهم الشریف ترکوه، وإذا سرق فیهم الضعیف أقاموا علیه الحد، وإنی والذی نفسی بیده، لو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدها، ثم أمر بتلك المرأة التی سرقت، فقطعت یدها، قال یونس-قال ابن شهاب: قال عروة: قالت

عائشة: فحسنت توبتها بعد، وتزوجت، وكانت تأتيني بعد ذلك فأرفع حاجتها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم". (22)

"سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ قریش نے اس عورت کے بارے میں مشورہ کیا جس نے غزوہ فتح مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں چوری کی تھی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں کون گفتگو کرے گا؟ انہوں نے کہا محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اس بات پر کوئی جرات نہ کرے گا۔ تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا۔ تو اس عورت کے معاملہ میں آپ سے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کا رنگ تبدیل ہو گیا اور فرمایا کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتا ہے؟ تو اسامہ نے آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول؟ میرے لیے مغفرت طلب کریں۔ جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ کی تعریف بیان کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا امابعد؟ تم سے پہلے لوگوں کو اس بات نے ہلاک کیا کہ ان میں سے جب کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے ضعیف چوری کرتا تو اس پر حد کرتے اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا اس عورت کے بارے میں جس نے چوری کی تھی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ اس کی توبہ بہت عمدہ تھی اور اسکے بعد اس کی شادی ہوئی اور وہ اسکے بعد میرے پاس تھی اور میں اس کی ضرورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتی تھی"۔

ان احادیث میں ہے کہ مختلف واقعات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر کوئی خوشی کی بات ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ خوشی کی وجہ سے تبدیل ہو جایا کرتا تھا اور اس خوشی کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے سے ظاہر ہوتے تھے۔ اور اگر کوئی غمی یا افسوس کی بات ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ افسردہ ہو جایا کرتا تھا اور اس افسردگی کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے سے ظاہر ہوتے تھے۔ اسی طرح اگر کوئی غیر شرعی یا نامناسب بات ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ ناراضگی کی وجہ سے غصے والا ہو جایا کرتا تھا اور اس غصے اور ناراضگی کے آثار بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے سے ظاہر ہوتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کے تغیر وتبدل کے کئی واقعات ملتے ہیں۔ اور چہرے کا

تغیر وتبدل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باڈی لینگو ایج تھی، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی، افسردگی، ناراضگی اور غصے کے آثار کی دلیل تھی، اور اس کے مطابق شرعی احکام بھی مرتب ہوتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اشارے سے سلام کا جواب دینا

" عن صهيب قال : مررت برسول الله صلى الله عليه و سلم وهو يصلي **فسلمت عليه فرد إلى إشارة وقال لاأعلم إلا أنه قال إشارة بإصبعه ". (قال) وفي الباب عن بلال و أبي هريرة و أنس و عائشة . (23)**

"حضرت صہیب کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب سے گزرا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ پس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سلام کا جواب اشارے سے دیا۔ اور کہتے ہیں کہ وہ آپ کی انگلی کا اشارہ تھا"۔ ابو عیسیٰ ترمذی کہتے ہیں کہ اس باب میں بلالؓ، ابوہریرہؓ، انسؓ اور عائشہؓ کی روایات بھی ہیں۔

نماز میں اشارے سے سلام کا جواب دینے والے مسئلے میں اختلاف سے قطع نظر، یہ بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صہیبؓ کے سلام کا جواب اشارے سے دیا اور یہی اشارہ باڈی لینگو ایج تھا جس کا مقصد سلام کا جواب تھا اور یہ کوئی لغو اشارہ نہیں تھا بلکہ اس کے اوپر احکام مرتب ہوئے تھے۔ لہٰذا باڈی لینگو ایج میں چہرے کے ساتھ ساتھ ہاتھوں کا کردار بھی نمایاں ہوتا ہے۔

ایک لونڈی کا شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا

"عن أبي هريرة : ان رجلا أتى النبي صلى الله عليه و سلم بجارية سوداء **أعجمية فقال يا رسول الله ان علي عتق رقبة مؤمنة فقال لها رسول الله صلى الله عليه و سلم أين الله فأشارت إلى السماء بأصبعها السبابة فقال لها من أنا فأشارت بأصبعها إلى رسول الله صلى الله عليه و سلم والى السماء اى أنت رسول الله فقال أعتقها". (24)**

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک سیاہ رنگ کی عجمی لونڈی لے کر آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ذمے ایک مومن لونڈی آزاد کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لونڈی سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟۔ اس نے اپنی شہادت کی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ پھر آپ نے پوچھا: میں کون ہوں؟۔ اس نے اپنی انگلی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور آسمان کی طرف

اشارہ کیا یعنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پس آپ نے فرمایا: اس کو آزاد کردے"۔

اس حدیث میں ہے کہ لونڈی نے دونوں سوالات کے جوابات صرف اپنی انگلی کے اشاروں سے دیے۔ یہی اس کی باڈی لینگوایج تھی، جس کے ذریعے وہ تمام سوالات کے بالکل درست جواب دینے میں کامیاب ہوگئی۔ اور اس پر احکام یہ مرتب ہوئے کہ وہ مومنہ ہے اور اس کے اسی ایمان کی وجہ سے اس کو آزاد کر دیا گیا۔ لہذا باڈی لینگوایج پر بھی شرعی احکام مرتب ہوتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے دل کی طرف اشارہ کرنا

"عن أبی هريرة انه قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: لا تحاسدوا ولا تناجشوا ولا تباغضوا ولا تدابروا ولا يبع أحدكم على بيع أخيه وكونوا عباد الله إخوانا المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره التقوى ههنا وأشار بيده إلى صدره ثلاث مرات حسب امرء مسلم من الشر ان يحقر أخاه المسلم كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه". (25)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تم لوگ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور نہ ہی تناجش کرو (تناجش بیع کی ایک قسم ہے) اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہوجاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا تقویٰ یہاں ہے کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر پورا پورا احرام ہے اس کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقویٰ کے محل بارے میں خبر دینے کے لیے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرنا باڈی لینگوایج ہے۔ یعنی تقویٰ کا محل دل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ کرنا

"وعن جابر قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خطب احمرت عيناه وعلا صوته واشتد غضبه حتى كأنه منذر جيش يقولك: " صبحكم

ومساكم " ويقول: " بعثت أنا والساعة كهاتين " . ويقرن بين أصبعيه السبابة والوسطى". (26)

"جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز بلند ہو جاتی اور غصہ شدید ہو جاتا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہوں کہ وہ صبح یا شام حملہ کرنے والا ہے اور فرماتے ہیں کہ قیامت کو اور مجھے اس طرح بھیجا گیا جس طرح یہ دو انگلیاں اور شہادت والی اور درمیانی انگلی ملا لیتے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی دو انگلیوں (شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی) کو ملا کر اشارہ کرنا آپ کی باڈی لینگوایج تھی، جس کا مقصد یہ تھا کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں بہت قریب ہیں ایسے ہی قیامت بھی بہت قریب ہے۔

دعا میں گڑگڑانا اور عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کرنا

﴿ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴾ (27)

"(لوگو) اپنے رب سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کیا کرو (کیونکہ) وہ حد سے گزرنے والوں کو یقیناً پسند نہیں کرتا"۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے گڑگڑانا اور عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کرنا، حقیقت میں بندے کی باڈی لینگوایج ہے، جو اس کی بے بسی، لاچاری، کمزوری، مسکینی اور غربت کو ظاہر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بندے کی یہ ادا بہت پسند ہے۔ اور اس انداز میں کی گئی دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ لہذا دعا میں بندے کو اس قسم کی باڈی لینگوایج بتکلف اختیار کرنی چاہیے تاکہ دعا مقبول ہو۔

دوران خطبہ آواز کا بلند ہونا، غصہ میں آنا، چہرہ کا رنگ سرخ ہونا

"وعن جابر قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خطب احمرت عيناه وعلا صوته واشتد غضبه حتى كأنه منذر جيش يقول: " صبحكم ومساكم " ويقول: " بعثت أنا والساعة كهاتين " . ويقرن بين أصبعيه السبابة والوسطى" . (28)

''جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز بلند ہو جاتی اور غصہ شدید ہو جاتا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہوں کہ وہ صبح یا شام حملہ کرنے والا ہے اور فرماتے ہیں کہ قیامت کو اور مجھے اس طرح بھیجا گیا جس طرح یہ دو انگلیاں اور شہادت والی اور درمیانی انگلی ملا لیتے''۔

اس حدیث کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوران خطبہ آواز کا بلند کرنا، غصہ میں آنا، چہرہ کا رنگ سرخ ہونا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ باڈی لینگوایج تھی جو عام طور پر خطباء میں پائی جاتی ہے۔ آواز کا پست و بلند ہونا، غصے میں آنا، مسکرانا، چہرہ کا رنگ تبدیل ہونا وغیرہ ایسے عوامل ہیں، جن کا تعلق براہ راست باڈی لینگوایج سے ہے۔ اور ان میں ہر ایک کے اندر یقیناً کوئی نہ کوئی پیغام یا اثر ہوتا ہے۔

نماز ایک صحابیؓ کا چھینک کا جواب دینا اور دوسروں کا ران پر ہاتھ مار کر خاموش کرانا

"عن معاوية بن الحكم السلمي، قال بينا أنا أصلي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذ عطس رجل من القوم، فقلت: يرحمك الله **فرماني القوم بأبصارهم،** فقلت: واثكل أمياه، ما شأنكم؟ تنظرون إلي، **فجعلوا يضربون بأيديهم على أفخاذهم، فلما رأيتهم يصمتونني لكني سكت**، فلما صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فبأبي هو وأمي، ما رأيت معلما قبله ولا بعده أحسن تعليما منه، فوالله، ما كهرني ولا ضربني ولا شتمني، قال إن هذه الصلاة لا يصلح فيها شيء من كلام الناس، إنما هو التسبيح والتكبير وقراءة القرآن" (29).

''معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران جماعت میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی تو میں نے (یرحمک اللہ) کہہ دیا تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا میں نے کہا کاش کہ میری ماں مجھ پر رو چکی ہوتی تم مجھے کیوں گھور رہے ہو یہ سن کر وہ لوگ اپنی رانوں پر اپنے ہاتھ مارنے لگے پھر جب میں نے دیکھا کہ وہ لوگ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہو گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے میرا باپ اور میری ماں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نہ ہی آپ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر کوئی سکھانے والا دیکھا اللہ کی قسم نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جھڑکا اور نہ ہی مجھے

مارا اور نہ ہی مجھے گالی دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں لوگوں سے باتیں کرنی درست نہیں بلکہ نماز میں تو تسبیح اور تکبیر اور قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے"۔

اس حدیث میں صحابہ کرامؓ کا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز میں بولنے کی وجہ سے گھورنا اور ان کو خاموش کرانے کے لیے اپنی رانوں پر اپنے ہاتھ مارنا، حقیقت میں باڈی لینگوایج تھی، جس کا مقصد معاویہ بن حکم سلمیؓ کو خاموش کرانا تھا اور یہ کہ نماز میں کلام کرنا حرام ہے۔ لہذا ان کو چاہیے کہ وہ خاموش رہیں۔

عبداللہ بن عباسؓ کا ایک ہی سوال کے دو آدمیوں کو مختلف جوابات دینا

امام خطیب بغدادیؒ نے اپنی کتاب "الفقیہ والمتفقہ" میں اس بارے میں لکھا ہے:

" فقد روي عن ابن عباس أن رجلا سأله عن توبة القاتل , فقال: لا توبة له , وسأله آخر فقال: له توبة , ثم قال: أما الأول: فرأيت في عينيه إرادة القتل فمنعته , وأما الثاني: فجاء مستكينا , وقد قتل فلم أويسه ". (30)

جبکہ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے:

" عن سعد بن عبيدة قال: جاء رجل الى ابن عباس فقال: لمن قتل مؤمنا توبة؟ قال: لا الا النار فلما ذهب قال له جلساؤه: ما هكذا كنت تفتينا كنت تفتينا ان لمن قتل مؤمنا توبة مقبولة فما بال اليوم؟ قال: اني احسبه رجل مغضب يريد ان يقتل مؤمنا قال: فبعثوا في اثره فوجدوه كذلك ". (31)

عبداللہ بن عباسؓ کے پاس ایک آدمی نے آکر سوال کیا کہ: کیا قتل کرنے والے کے لیے کوئی معافی ہے؟ آپؓ نے فرمایا: نہیں! پھر ایک اور آدمی نے یہی سوال کیا کہ: کیا قتل کرنے والے کے لیے کوئی معافی ہے؟ آپؓ نے فرمایا: ہاں! آپ کی مجلس کے شرکاء نے پوچھا: اے ابن عباسؓ! دونوں آدمیوں نے ایک جیسا سوال کیا لیکن آپؓ کا جواب دونوں کے لیے مختلف کیوں تھا؟ آپؓ نے فرمایا: پہلے آدمی کی آنکھوں میں ارادہ قتل اور غصہ تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس نے ابھی قتل نہیں کیا اس لیے اس کو سخت وعید اور ناقابل معافی جرم والا جواب دیا تاکہ وہ اس کے عملی اقدام سے رک جائے اور کبھی کسی کو قتل نہ کرے۔ جبکہ دوسرے آدمی کی عاجزی اور انکساری سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ قتل کرکے آیا ہے۔ لہذا اس کے لیے جواب امید والا تھا کہ اس کے لیے معافی ہے۔

اس روایت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباسؓ نے دونوں آدمیوں کی حرکات وسکنات (باڈی لینگوایج) کا لحاظ رکھ کر جواب دیا جو کہ ایک دوسرے سے یکسر مختلف تھا۔ لہذا معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ بھی اپنے